فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد ازہر
جامعہ خیر المدارس ملتان

اس عالم فنا میں آنے والے ہر مسافر نے اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹنا ہے وطن اصلی کی طرف مراجعت کے ساتھ ہی مکافاتِ عمل اور محاسبہ کی منزلیں شروع ہو جاتی ہیں، بقول امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ ''مردن این طرف زیستن آن طرف'' یعنی اس جہاں سے رخصت ہوتے ہی کسی وقفہ کے بغیر انسان ایک نئی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر انسان کی موت، درسِ عبرت، نشانِ قیامت اور زندگی کے عارضی و فانی ہونے کی یاددہانی ہے۔ لیکن علمائے ربانیین، مخلصین فی الدین اور حاملینِ دین متین کی جدائی، موت کی یاددہانی کے علاوہ بے شمار فیوض و برکات سے محرومی اور قیامتِ کبریٰ کی نشانی ہے۔ حدیث شریف کے مطابق ''آخری دور میں اہل علم وفضل رخصت ہو جائیں گے اور نااہل اور بے علم افراد منصب اقتدار پر فائز ہوں گے، جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوقِ خدا کو بھی گمراہ کریں گے''۔ قحط الرجال کے موجودہ دور میں جب کوئی عالم ربانی رخصت ہوتا ہے اور یہ حدیث شدت سے یاد آتی ہے۔ ملک کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان آج بھی ایک ایسی نادرۂ روزگار ہستی کی جدائی پر غمزدہ اور اشک فشاں ہے جس نے کم و بیش پچپن برس تک اس چمن کو اپنے خونِ جگر سے سینچا اور جن کا وجود پورے چمن کے لئے باعثِ زینت و رونق تھا۔

جامعہ خیر المدارس کے شعبۂ دارالافتاء کے رئیس، استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید اور معتمد علیہ رفیق، فقیہ العصر، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالستار (نور اللہ مرقدہ) 8 اور 9 جولائی کی درمیان شب کو تمام علمی و دینی حلقوں، ہزاروں تلامذہ اور کروڑوں مسلمانوں کو سوگوار کر کے خالق حقیقی سے جاملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی ذات، گرامی قحط الرجال کے اس دور میں علم وفضل، تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت اور تواضع وللّٰہیت کا نمونہ تھی۔ آپ رحمہ اللہ نے ان ہستیوں سے کسب فیض کیا جو اپنے تلامذہ کو صرف حروف ونقوش منتقل نہیں کرتے تھے بلکہ محبت وعشق خداوندی کی آگ اور اخلاص وللّٰہیت کی وہ دولت بھی عطا کرتے تھے جو سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جن نابغۂ روزگار ہستیوں سے علم حدیث حاصل کیا، ان میں استاذ العلماء مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری رحمہ اللہ، فخر المحدثین مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ، محدث عصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی رحمہ اللہ (محشی نسائی) اور صاحب تاریخ وتحقیق حضرت

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے مشکوۃ شریف، جامعہ خیر المدارس میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی تھی۔ اگلے سال شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری رحمہ اللہ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار تشریف لے گئے۔ ان سے تلمذ کی شدید خواہش نے مفتی صاحب رحمہ اللہ کو بھی ٹنڈوالہ یار پہنچادیا مگر دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد متصلاً ہی آپ نے اپنے محبوب استاذ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میں تکمیل کے لئے خیر المدارس میں داخلہ کا خواہشمند ہوں۔ حضرت رحمہ اللہ نے کسی قدر شکر رنجی کے باوجود ازراہِ شفقت داخلہ کی اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ۱۳۷۰ھ میں تکمیل کے لئے خیر المدارس آئے۔ ابتداءً کچھ عرصہ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی قدس سرہ کے ادارہ نشر واشاعت اسلامیہ میں کام کیا۔ بعد ازاں خیر المدارس کے جز وقتی اور پھر مکمل مدرس مقرر ہوئے۔ خیر المدارس میں ابتدائی اسباق سے بخاری شریف تک بتدریج تعلیمی وتدریسی ترقی نصیب ہوئی۔ جس سال حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو بخاری شریف کا سبق ملا اس سال راقم الحروف کا بھی یہ سال (۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء) دورۂ حدیث شریف کا تھا۔ بخاری شریف کا سبق حضرت مفتی صاحب اور ترمذی شریف کا سبق حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم کو تفویض ہوا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے نہایت تحقیق وتدقیق اور پوری محنت وعرق ریزی کے ساتھ تدریس فرمائی۔ اہل مدرسہ اور دورۂ حدیث کے تمام رفقاء مطمئن تھے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پر اچانک مرض کا شدید حملہ ہوا، علاج ومعالجہ کے باوجود صحت تدریس کی متحمل نہ ہوسکی اور بخاری شریف جلد اول بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق کے سپرد کردی گئی۔

۱۳۷۱ھ میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا تقرر دارالافتاء خیر المدارس میں بحیثیت ''معین مفتی'' ہوا۔ تقریباً پچپن برس حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ افتاء کے اہم ونازک شعبہ سے وابستہ رہے اور رئیس دارالافتاء کے عہدہ جلیلہ تک پہنچے۔ اس دوران آپ رحمہ اللہ کے قلم سے ہزاروں عمومی فتاویٰ کے علاوہ کئی ایسے فتاویٰ بھی نکلے جنہوں نے اس فن کی بعض جلیل القدر شخصیات کو اپنی آراء سے رجوع پر مجبور کردیا۔ آپ کو فقہ کی جزئیات پر کامل دسترس تھی۔ فتاویٰ کے جوابات، آپ رحمہ اللہ کے تجرِ علم، تعمق نظر اور ذکاوت ونکتہ رسی کا شاہکار ہوتے تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے زندگی بھر اس دینی منصب وتقدس کے وقار کو بحال رکھا۔ اربابِ افتاء میں آپ رحمہ اللہ کا شماران چند شخصیات میں ہوتا تھا جن کی طرف کسی مشکل مسئلہ میں علمی رہنمائی کے لئے پوری قوم وملت کی نگاہیں اٹھتی تھیں۔ پانچ جلدوں پر مشتمل ''خیر الفتاویٰ'' آپ رحمہ اللہ اور جامعہ خیر المدارس کے دیگر اربابِ افتاء کے فتاویٰ سے مزین ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک جامع کمالات شخصیت تھے، حلم ومتانت اور وقار، اور صورت وسیرت میں نمونۂ سلف ہونے کے ساتھ علم وفضل، زہد وتقویٰ، اور شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا خیر محمد قدس سرہ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ بہلوی اور مولانا

عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفۂ اجل حضرت رائے پوری قدس سرہ) سے رہا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو ''اقطاب ثلاثہ'' نے اجازت وخلافت سے نوازا، یعنی آپ رحمہ اللہ مولانا قاری فتح محمد پانی پتی، صوفی محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ) اور ڈیرہ غازی خان کی سلسلۂ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت حضرت مولانا علی مرتضیٰ رحمہ اللہ کی جانب سے مجازِ بیعت تھے۔ علمی طور پر تصوف پر آپ رحمہ اللہ کی گہری نظر تھی اور آپ رحمہ اللہ تصوف وشریعت کی مطابقت پر پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔ خیر المدارس میں تعلیمی سال کے اختتام پر آپ رحمہ اللہ طلبہ کو نصائح فرماتے وقت علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ اخلاص وحسنِ نیت کی بطور خاص تلقین فرماتے۔ تصوف وسلوک کا عطر وخلاصہ یہی چیز ہے۔

بلاشبہ ہر انسان اپنے وقت پر ہی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور زبان زدعام جملے کی طرح کسی کی موت ''بے وقت'' نہیں ہوتی مگر پھر بھی کئی شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی موت پر اپنے محدود علم وخبر کی وجہ سے خلق خدا یہ تمنا کرتی ہے کہ کاش یہ کچھ وقت اور جیئے ہوتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ بھی انہی شخصیات میں سے تھے جن کا وجود مسعود ایک روشن چراغ اور اہل علم وفضل کے لئے مرکز ومرجع تھا۔ رسوخ فی العلم کے علاوہ وہ اخلاص وایثار اور زہد وتقویٰ میں بھی طبقۂ علماء میں ممتاز تھے۔ ان کی جدائی نے صرف خیر المدارس ہی نہیں تمام دینی وعلمی حلقوں کو بھی یتیم و بے یارو مددگار کر دیا ہے۔ وہ شخصیات جو پہلے ہی انگلیوں پر گنی جاتی تھیں اب مزید کم ہوگئی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ کاغذوں پر علامۃ الدہر، مفکرِ اسلام، نابغۂ عصر، غوثِ زمان، قطب دوراں، شیخ المشائخ، عالم بے بدل، غزالیٔ وقت، رازیٔ عصر اور محقق بے مثال تو موجود ہیں لیکن حقیقی وواقعاتی دنیا میں یہ نشستیں تقریباً خالی ہوچکی ہیں۔ جو لوگ علم وفضل، ورع وتقویٰ، خشیت وانابت کے پیکر، اللہ تعالیٰ کے عامل اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نمونہ تھے، وہ ایک ایک کر کے رخصت ہوگئے۔ اب چار سو اندھیرا ہے اور ویرانی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جامعہ خیر المدارس کے لئے اس کے بانی حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ اور استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کی جدائی کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی رحلت ناقابل تلافی نقصان ہے، جو ایک طویل عرصہ تک محسوس ہوتا رہے گا۔ ابھی جامعہ خیر المدارس کے مخلص ووفادار فرزند اور لائق وفائق استاذ حضرت مولانا محمد یاسین شاکر کی جدائی کا صدمہ تازہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی رحلت نے قلب وجگر کو مزید مجروح کر دیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا وجود نہ معلوم کتنے فتنوں کے لئے آڑ تھا۔ امت میں سے ایسے افراد کا اٹھ جانا پورے عالم اسلام کے لئے سانحہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کے درجات بلند فرمائیں، ان کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائیں، اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور ہمیں ان کے فیوضات وبرکات سے مستفید ہونے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین یارب العالمین)

☆......☆......☆